ڈاکٹر محمد خلیق الزماں (علی گڑھ)

اردو شاعری میں ایہام گوئی کی روایت

اٹھارہویں صدی اردو شاعری کا انتہائی زرخیز دور رہا ہے۔ اس دور میں مختلف لسانی اور تہذیبی عوامل کے تحت شمالی ہند میں اردو شاعری کا رواج عام ہوا۔ ریختہ گوئی کی شروعات ہوئی اور اردو شاعری کی ایک بڑی اہم تحریک ایہام گوئی کا جنم اسی عہد میں ہوا جس نے اردو شاعری کو بے حد متاثر کیا۔ اور اردو زبان نے شاعری کی حد تک فارسی زبان کی جگہ لے لی اور ایک توانا زبان کی حیثیت سے معروف و مقبول ہوئی۔

صدیوں سے ہندوستان کی علمی اور ادبی زبان فارسی تھی اور ہندوستان کے شعرا اور اُدبا نے فارسی زبان میں بے پناہ قدرت حاصل کر لی تھی لیکن اہل زبان ایران یہاں کے شعرا کو قابل اعتنا نہیں سمجھتے تھے جس کی وجہ سے کئی تنازعات بھی سامنے آئے، عرفی اور فیضی کا تنازعہ اسی دور کی پیداوار ہے۔ ایرانی اور ہندوستانی فارسی دانوں کی اس محاذ آرائی نے اس احساس کو اور بھی ہوا دی کہ ہندوستانی فارسی زبان میں کتنی ہی مہارت حاصل کر لیں انھیں وہ پذیرائی اور اہمیت حاصل نہیں ہو سکتی جو اہل ایران کو حاصل ہے۔ اس رویے نے ہندوستان کے فارسی گو شعرا کو اپنی تخلیقی صلاحیتوں کے استعمال اور فکر و خیال کے جوہر دکھانے کے لیے ایک نئے میدان کی طرف متوجہ کیا۔ چنانچہ سراج الدین علی خاں آرزو نے یہاں کے شعرا کو ریختہ میں شعر گوئی کی ترغیب دی اور ہر ماہ کی پندرہویں تاریخ کو ان کے گھر پر "مراختے" کی مجلسیں آراستہ ہونے لگیں۔ مشاعرہ کے انداز پر "مراختہ" کی اصطلاح وضع کی گئی۔ اب نئی نسل کے بیشتر شعرا نے فارسی میں شعر گوئی ترک کر دی اور ان کی پوری توجہ ریختہ گوئی میں صرف ہونے لگی یہ چیزیں اتنی عام ہوئیں کہ فارسی گو شعرا بھی رواج زمانہ کے مطابق منہ کا ذائقہ بدلنے کے لیے ریختہ میں شاعری کرنے لگے۔

اٹھارویں صدی کے دوسرے دہے میں جب ولی کا دیوان دہلی پہنچا تو اس نے شمالی ہند کے ریختہ گو شعرا میں ایک نئی روح پھونک دی۔ ولی کا یہ دیوان ریختہ میں تھا اور فارسی روایت کے عین مطابق حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا تھا جس کا اثر یہ ہوا کہ شعرائے دہلی میں بھی دیوان سازی کا عمل زور پکڑنے لگا۔ اس طرح اردو شاعری ایک نئے دور میں داخل ہو گئی۔ شمالی ہند میں جب اردو شاعری کا پہلا دور شروع ہوا تو

اس دور کے اردو شاعر فارسی کی تہذیبی اور شعری روایت کے زیرسایہ پرورش پارہے تھے لہٰذا اردو شعرا نے فارسی شعرا کے مقبول رجحانات کو ہی اپنا مشغل راہ بنایا اور فارسی شاعری کی جس روایت کو پہلی بار اختیار کیا گیا وہ "ایہام گوئی" کی روایت تھی۔ بقول ڈاکٹر جمیل جالبی:

"دیوان ولی نے شمالی ہند کی شاعری پر گہرا اثر ڈالا اور دکن کی طویل ادبی روایت شمال کی ادبی روایت کا حصہ بن گئی۔ اٹھارہویں صدی شمال وجنوب کے ادبی وتہذیبی اثرات کے ساتھ جذب ہوکر ایک نئی عالم گیر روایت کی تشکیل وتدوین کی صدی ہے۔ اردو شاعری کی پہلی ادبی تحریک یعنی ایہام گوئی بھی دیوان ولی کے زیر اثر پروان چڑھی" ۱

ایہام گوئی شمالی ہند میں اردو شاعری کی ایک بڑی تحریک تھی۔ یہ تحریک محمد شاہی عہد میں شروع ہوئی اور ولی کے دیوان کی دلی آمد کے بعد اس صنعت کو عوامی مقبولیت ملی۔ شمالی ہند میں اردو شاعری کی ترقی کا آغاز اسی تحریک سے ہوتا ہے۔

ایہام عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی ہیں 'وہم میں ڈالنا' اور 'وہم میں پڑنا یا وہم میں ڈالنا'۔ چونکہ اس صنعت کے استعمال سے پڑھنے والا وہم میں پڑجاتا ہے، اس لیے اس کا نام ایہام رکھا گیا۔

ایہام کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ یہ وہ صنعت ہے جس سے شعر کے بنیادی لفظ یا لفظوں سے قریب اور بعید دونوں معنی نکلتے ہوں اور شاعر کی مراد معنی بعید سے ہو۔ نکات الشعرا میں میرؔ کے الفاظ یہ ہیں:

"معنی ایہام اینست کہ لفظے کہ بروبنائے بیت بوآں دو معنی داشتہ باشد یکے قریب و یکے بعید و بعید منظور شاعر باشد وقریب متروک او"۔ ۲

ڈاکٹر جمیل جالبی ایہام کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ایہام کے معنی یہ ہیں کہ وہ لفظ ذو معنی ہو جس پر شعر کی بنیاد رکھی گئی ہے اور ان دونوں معنی میں سے ایک قریب ہوں دوسرے بعید۔ اپنے شعر میں شاعر کی مراد معنی بعید سے ہو قریب سے نہیں۔" ۳

ایہام کئی طرح کے ہوتے ہیں اور اس کی کئی قسمیں ہیں۔ اردو کے مشہور نقاد شمس الرحمن فاروقی نے اس کی تین قسمیں بیان کی ہیں:

۱۔ ایہام خالص: یعنی جہاں ایک لفظ کے دو معنی ہوں ایک قریب کے اور ایک دور کے اور شاعر نے دور کے معنی مراد لیے ہوں۔

۲۔ ایہام پیچیدہ: جہاں ایک لفظ کے دو معنی یا دو سے زیادہ معنی ہوں اور تمام معنی کم و بیش مفید مطلب ہوں عام اس سے کہ شاعر نے کون سے معنی مراد لیے ہوں۔

۳۔ ایہام مساوات: جہاں ایک لفظ کے دو معنی ہوں دونوں برابر کے کم و بیش یا بالکل قوی ہوں اور یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو کہ شاعر نے کون سے معنی مراد لیے تھے۔''۴

ایہام گوئی کی یہ صنعت عربی، فارسی، سنسکرت، ہندی اور اردو سب ہی زبانوں میں پائی جاتی ہے۔ یہ تو واضح ہے کہ ہندی میں یہ صنعت سنسکرت سے آئی اور سنسکرت میں اس صنعت کو 'شلیش' کہا جاتا ہے اور یہی نام ہندی میں بھی ہے۔ ہندی شاعروں نے اسے کثرت سے استعمال کیا ہے۔ مولوی عبدالحق لکھتے ہیں کہ:

''شلیش سنسکرت کا لفظ ہے اور سنسکرت میں اس صنعت کی کئی قسمیں ہیں۔ مگر ان میں سے خاص دو ہیں سبھنگ اور ابھنگ۔ سبھنگ میں لفظ سالم رہتا ہے اور ابھنگ میں لفظ کے ٹکڑے کر کے یہ صنعت پیدا کی جاتی ہے۔ ہندی میں یہ سنسکرت سے آئی ہے۔ ہندی شاعروں نے اسے کثرت سے استعمال کیا ہے۔''۵

اردو میں ایہام کی صنعت کہاں سے آئی آیا یہ فارسی سے آئی یا ہندی سے۔ بیشتر ناقدین اردو میں ایہام گوئی کا سرا ہندی دوہروں سے ہی جوڑتے ہیں۔ مولوی عبدالحق کا بھی یہی ماننا ہے کہ اردو شاعری میں ایہام گوئی کی روایت ہندی شاعری کی رہین منت ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''یہ خیال قرین صحت معلوم ہوتا ہے کہ اردو ایہام گوئی پر زیادہ تر ہندی شاعری کا اثر ہوا اور ہندی میں یہ چیز سنسکرت سے پہنچی۔''۶

ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی کا نقطۂ نظر اس سے کچھ مختلف ہے۔ وہ اٹھارہویں صدی میں فارسی گو شعرا کی دربار میں رسائی اور اس کے اثرات کو بنیاد بنا کر یہ کہتے ہیں کہ اردو شاعری میں ایہام کی صنعت فارسی سے آئی ہے۔ نورالحسن ہاشمی کی اس رائے سے قاضی عبدالودود کے علاوہ بہت سے لوگوں نے اختلاف کیا۔ ڈاکٹر محمد حسن نے بیچ کی راہ نکالتے ہوئے ایہام گو شعرا پر فارسی ہندی دونوں کے اثرات کی وکالت کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''غرض شمالی ہند میں اردو ادب کی ابتدا فارسی اور ہندی کی دوہری ادبی روایات کے سائے میں ہوئی۔ فارسی نے اردو ادب سے بہت کچھ اخذ و اختیار کیا۔ اس کی حسن کاری لفظوں کے در و بست، اضافت و تراکیب، شاعرانہ لب و لہجہ اور ایک مخصوص افتادِ طبع اور شائستگی کا ایک خاص تصور لیا۔ ہندی شاعری سے

بالواسطہ کئی اثرات پڑے۔''٧

لیکن ڈاکٹر منظر اعظمی مختلف ایہام گو شعرا کے کلام میں مستعمل ہندی الفاظ کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اگر ایہام گو اردو شعرا کے اشعار پر نظر کی جائے تو فارسی لب ولہجہ اور اثرات کم اور ہندی یا بھاشائی لب ولہجہ اور اثرات نسبتاً زیادہ ملتے ہیں۔فارسی اثرات کے تحت بیشتر شعر رعایت لفظی کی نوعیت کے ہیں جب کہ ہندی اثرات کے تحت شعر بیشتر ایہامی ہیں''۔٨

اردو شاعری میں ایہام گوئی کی شروعات امیر خسرو سے ہوتی ہے وہ سب سے پہلے شاعر ہیں جنھوں نے ایہام کو بطور صنعت اپنی فارسی شاعری میں استعمال کیا۔ پھر فارسی اور اردو کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اردو میں ایسے اشعار کہے جن میں یہ صنعت استعمال ہوتی تھی۔ان کی کہہ مکرنیوں اور پہیلیوں میں ایہام کا استعمال کثرت سے ملتا ہے۔

ایہام گوئی کی اس روایت کو فروغ دینے میں ولیؔ کا نام کافی اہمیت کا حامل ہے۔ اس صنعت کا نمایاں اظہار ہمیں ولی کی شاعری میں ملتا ہے۔اسی لیے ولیؔ کو ہی ایہام کی تحریک کا نقطۂ آغاز مانا جاتا ہے۔ مندرجہ ذیل اشعار میں ایہام کی عکاسی بھرپور ملتی ہے:

لیا ہے گھیر زلفوں نے یہ تیرے کان کا موتی
مگر یہ ہند کا لشکر لگا ہے آ ستارے کو

ہر شب تری زلف سے''مطول'' کی بحث تھی
تیرے دہن کو دیکھ سخن''مختصر'' کیا

موئی جو آکے دیکھے تجھ نور کا تماشا
اس کوں پہاڑ ہوئے پھر طور کا تماشا

ایہام گوئی کی صنعت کو جس نے عروج عطا کیا وہ خان آرزوؔ ہیں ۔خان آرزوؔ اور ان کے شاگردوں نے اس صنعت کا فراوانی سے استعمال کیا۔انھیں یقین تھا کہ مستقبل میں فارسی کے بجائے ریختہ ہی اس ملک کی زبان بننے والی ہے۔ویسے اس صنعت میں طبع آزمائی کرنے والوں کی فہرست طویل ہے البتہ اہم ایہام گو شعرا میں انعام اللہ خاں یقینؔ، شاہ مبارک آبروؔ، شاکر ناجیؔ، مصطفی خاں یک رنگ اور شاہ ظہور الدین

حاتم وغیرہ کا نام کافی اہمیت کا حامل ہے۔ طوالت سے بچتے ہوئے نمونے کے طور پر کچھ اشعار دئے جاتے ہیں:

ہوئے ہیں اہل زر خوابان دولت خواب غفلت میں
جسے سونا ہے یاروں فرش پہ مخمل کے کہہ سوجا

....

نیل پڑ جاتا ہے ہر بوٹی کا اے نازک بدن
تن اوپر تیرے چکن کرتا ہے گویا کار چوب
(آبروؔ)

نظر آتا نہیں وہ ماہ رو کیوں
گزرتا ہے مجھے یہ چاند خالی

....

نہ دیتا غیر کو نزدیک آنے
اگر ہوتا وہ لڑکا دور اندیش
(یقینؔ)

ہوں تصدق اپنے طالع کا وہ کیسا بے حجاب
مل گیا ہم سے کہ تھا مدت سے گویا آشنا
(حاتمؔ)

قوس قزح سے جرچہ کراتا تھا تجھ بھواں کا
شاید کہ سر بھرا ہے اب پھر کر آسماں کا
(شاکر ناجیؔ)

اردو شاعری میں ایہام گوئی کا یہ دور تقریباً ۲۵۔۳۰ برسوں کو محیط ہے۔ اس صنعت نے بہت سے شعرا کو متاثر کیا اور اس سے اردو کے ذخیرۂ الفاظ میں بیش بہا اضافہ ہوا جس کا فائدہ یہ ہوا کہ اسے با قاعدہ ایک زبان بننے اور اس سے پیکر تراشی میں نمایاں مدد ملی۔ لفظوں کی صوری اور معنوی دونوں صورتوں میں کتنا تنوع

ہو سکتا ہے اور اس کے مضامین کی کتنی جہتیں ہو سکتی ہیں یہ ساری چیزیں اسی صنعت ایہام کی دین ہیں۔

ایہام گو شعرا کے کلام کے مطالعے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے اشعار محض سطحی یا الفاظ کا گورکھ دھندہ نہیں تھے بلکہ ان اشعار میں درس و عبرت کے پہلو کے ساتھ ساتھ کئی تاریخی، معاشرتی اور شخصی حوالے بھی ملتے ہیں۔ ویسے تو یہ حوالے بعد کے شعرا کے کلام میں بھی کثرت سے ملتے ہیں لیکن ایہام گوئی کی بدولت دوسرے متعلقات اور مناسبات کی شمولیت نے ان حوالوں کو اور بھی واضح کر دیا ہے۔

ایہام گو شعرا نے اردو شاعری کی بہت بڑی خدمات انجام دی ہیں۔ ایک عام بول چال کی زبان جو ریختہ کہلاتی تھی اسے با قاعدہ ایک زبان کی حیثیت عطا کرنے میں ایہام گو شعرا کی کاوشیں اردو شاعری کی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ اسی طرح اردو شاعری میں بعض اصناف کی ایجاد کا سہرا بھی ایہام گو شعرا کے سر جاتا ہے۔ سب سے پہلا واسوخت شاہ حاتم نے کہا۔ اولین شہر آشوب بھی ان کے ہی کے قلم کی رہین منت ہے۔ رباعیات کو رواج دینے میں ان کا کردار سب سے اہم ہے۔ اس کے علاوہ مخمس، مسدس، ترکیب بند، مراثی، قصائد اور ساقی نامے بھی ایہام گو شعرا کی دین ہے۔

ان خصوصیات کے باوجود ایہام گوئی کی صنعت سے اردو شاعری کو کافی نقصان بھی پہنچا۔ اس صنعت کے استعمال سے شاعری تصنع کا شکار ہو گئی اور شاعر جذبے اور احساس کے بجائے الفاظ کے در و بست میں الجھ کر رہ گئے اور اس طرح شعری بے ساختگی اور جذباتی عظمت مجروح ہوتی گئی۔

حواشی

۱۔ تاریخ ادب اردو، ڈاکٹر جمیل جالبی، جلد دوم حصہ اول ص ۱۹۱

۲۔ نکات الشعرا، میر تقی میر، مرتبہ ڈاکٹر محمود الہی، ص ۱۶۳

۳۔ تاریخ ادب اردو، ڈاکٹر جمیل جالبی، جلد دوم حصہ اول ص ۱۹۱

۴۔ تعبیر کی شرح، شمس الرحمان فاروقی، اکادمی بازیافت، کراچی، پاکستان، ۲۰۰۴، ص ۱۱، ۵۔ اردو شاعری میں ایہام گوئی، مولوی عبدالحق، بحوالہ اردو شاعری میں ایہام گوئی کی تحریک، ملک حسن اختر ص ۱۳۱، ۶۔ اردو شاعری میں ایہام گوئی، مولوی عبدالحق، بحوالہ اردو ادب کے ارتقا میں ادبی تحریکوں اور رجحانوں کا حصہ، ڈاکٹر منظر اعظمی، ص ۵۵۷۔ دہلی میں اردو شاعری کا فکری پس منظر، ڈاکٹر محمد حسن، ص ۳۴۴، ۸۔ اردو ادب کے ارتقا میں ادبی تحریکوں اور رجحانوں کا حصہ، ڈاکٹر منظر اعظمی، ص ۵۴ OOO

سرپرست
جناب منور پیر بھائی (پونہ)　جناب عبدالکریم سالار (جلگاؤں)

مدیر
وسیم فرحت (علیگ)
Email:wkfarhat@gmail.com Cell.09370222321
نائب مدیر: ڈاکٹر کلیم ضیاء

مشیر
شمیم فرحت

شمارۂ ہٰذا	۲۰۰ روپے
زرِ سالانہ	۲۰۰ روپے
لائبریری اور اداروں سے	۲۵۰ روپے
لائف ممبرشپ	۵۰۰۰ روپے
یورپی ممالک کیلئے	۱۲۲ امریکی ڈالر
برطانوی ممالک کیلئے	۱۶ پاؤنڈ
پاکستان کیلئے	۹۰۰ ہندوستانی روپے
خلیجی ممالک کیلئے	۹۰۰ ہندوستانی روپے

خط و کتابت کے لیے:
Waseem Farhat Karanjvi (Alig)
Post Box No.55, H. O,
AMRAVATI-444601(M.S)INDIA

صرف زرِ سالانہ اور رجسٹری ڈاک کے لیے:
The Editor,URDU,
"Adabistan", Near Wahed Khan
UrduD.Ed.College, Walgaon Road,
AMRAVATI-444601,Maharashtra (India)

پاکستانی خریداروں کا صرف زرِ سالانہ بھجوانے کے لیے:
بزمِ تخلیقِ ادب پاکستان
II-B/18، کمرشل ایریا نزد سپر ایشیا بیکری، ناظم آباد، کراچی
موبائل:0321-8291908

اگر آپ چیک یا ڈرافٹ بھیجنا چاہیں تو صرف SEHMAHEE URDU اس نام سے بھیجیں۔

سہ ماہی
اردو
امراوتی
اس بھرے شہر میں کوئی ایسا نہیں
جو مجھ راہ چلتے کو پہچان لے
اور آواز دے' او ابے او سر پھرے
دونوں اک دوسرے سے لپٹ کر وہیں
گرد و پیش اور ماحول کو بھول کر
گالیاں دیں، ہنسیں، ہاتھاپائی کریں
پاس کے پیڑ کی چھاؤں میں بیٹھ کر
گھنٹوں اک دوسرے کی سنیں اور کہیں
اور اس نیک روحوں کے بازار میں
میری یہ قیمتی بے بہا زندگی
ایک دن کے لیے اپنا رخ موڑ لے
اخترالایمان
مدیر
وسیم فرحت (علیگ)